



سوال

(271) کیا عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عورتوں کو بھی جمعہ کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ جس طرح مردوں پر ضروری ہے کیا عورتیں بھی جمعہ کی نماز مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نہ پڑھنے سے اسی طرح گناہ گار ہوں گی، جس طرح مرد گناہ گار ہوتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ عورتوں پر جمعہ کی نماز اسی طرح فرض ہے جس طرح مردوں پر۔ ان کا استدلال یہ ہے۔ کہ سورۃ جمعہ کی آیت یا ایھا الذین امنوا الخ کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں ہم نے ان کی خدمت میں مشکوٰۃ کی یہ دو حدیثیں پیش کیں:

(۱) عن طارق بن شهاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الأعلیٰ اربعۃ عبد مملوک او امرأة او صبی او مریض (رواہ احمد)

(۲) عن جابر بن رسول اللہ قال: «من لم یومن باللہ والیوم الآخر فلیعۃ الجمعة ویوم الجمعة لا یریض أو مسافر أو امرأة أو صبی أو مملوک» (دارقطنی)

ان دونوں حدیثوں میں پہلی حدیث کے بارے میں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ سند کے اعتبار سے طارق کی حدیث صحیح ہے، لیکن طارق صحابی نہیں ہیں، اور نہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ تو یہ حدیث مرسل ہوئی اور حدیث مرسل ایسی حجت نہیں ہے، جو عموم قرآن متواتر کی تخصیص کر سکے۔

حدیث جابر کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اس لیے ان دونوں حدیثوں سے عورتوں کو مستثنیٰ کرنا درست نہیں ہے۔ لہذا عورتوں پر جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں آکر پڑھنا فرض ہے۔ وہ مولوی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل ظاہر نے عبد مملوک پر جمعہ کو واجب ٹھہراتے ہوئے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ملا باری مولوی صاحب کا استدلال صحیح ہے یا غلط ہے اور ان حدیثوں کے بارے میں ان کی تنقید درست ہے یا نہیں، معلوم کرنا نہیں، جمعہ کی نماز میں عورتوں کے شریک ہونے کو ہم جائز تو سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی شرکت کی فرضیت تحقیق طلب ہے، ازراہ کرم صحیح مسئلہ کیا ہے اور سلف کا تعامل کیسا رہا ہے معلوم کر کے ممنون فرمادیں۔

(والسلام سید عنایت اللہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے اور مذکورہ سوال کی حدیثیں قابل حجت ہیں۔ طارق بن شهاب کی روایت بھی صحیح سند سے مروی ہے۔ تلخیص الجعیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ میں ہے۔

«الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد أو امرأة أو صبی أو مریض» (البوداؤد)

من حدیث طارق ابن شهاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الحکم من حدیث طارق هذا عن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحہ غیر واحد اور اس کی تائید ابن خزیمہ کی حدیث سے ہوتی ہے، چنانچہ تلخیص کے اسی صفحہ پر ہے۔



وأخرج ابن خزيمة من حديث ام عطية نيينا من اتباع الجنائز ولا جمعنا علينا كذا أخرجه بهذا اللفظ وترجمه عليه اسقاطاً بالجمعة عن النساء
لهذا يه حدیث صحیح قرآن مجید کی مخصوص ہو جائیں گی مالا باری مولوی صاحب کا استدلال درست نہیں ہے۔ اور حدیث مذکورہ درایہ صفحہ ۳۲ میں بھی ہے۔ اس میں عن تیمم الداری رفعہ
الجمعة واجبة الخ اور عن ابن عمر رفعه الخ وعن جابر رفعه الخ اس حدیث کے چار صحابی ابو موسیٰ اور تیمم الداری اور ابن عمر اور حضرت جابر روایت کرنے والے ہیں۔ لہذا ارسال اور
ضعف جاتا رہا۔ واللہ اعلم بالصواب (اہل حدیث دہلی جلد نمبر ۵ ش نمبر ۳۲)

وَوَرَدَ عَلَيْهِ دَامَتْ رَحْمَةُ النَّبَارِيِّ تَتَرْتَمَى إِلَيْهِ

هذا السؤالُ ولفظ ما تقولكم رضی اللہ عنکم فی رجل یتجر بالقرآن فی المسجد حال تلاوته ویبتأذی بجمعه المصلون حل لہ أخرج علی جمعه ام لا فتونا ماجورین فاجاب بقوله رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم الحمد للہ وكفی وسلام علی عباده الذی اصطفی وبعد فقد ورد عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال اعتكف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فسمعهم یتجرون بالقرآن فکشف الستة وقال ألا
كلکم مناج ربہ فلا یؤذین بعضکم بعضاً ولا یرفع بعضکم علی بعض فی القرآنة أو قال فی الصلاة أخرجه أبو داود وقال المنذری وأخرج النسائی وأقل السید محمد بن إسحاق عن الامیر و حدیث لا یشتان
قارنکم مصلیکم حدیث غیر صحیح إلا أنه قد ثبت معناه وذلك أنه صلی اللہ علیہ وسلم صلی بعض الصلوة التي تجر فيها بالقرآنة فلما انصرف قال للذين خلفه حل تقرأون إذا جهرت فقال بعضهم
ان لنضع ذلك قال فلا تفسلوا إلا بأم القرآن فإنه لا صلوة لمن لم یقرأ بها أخرجه أبو داود والترمذی وغيرهما وهذا فی الجهرية و ثبت فی السرية مثل ذلك وإذا نحي صلی اللہ علیہ وسلم عن القرآنة فی
الصلوة لتلاوتها على الإمام فالنهي عن القراءة لمن هو خارج الصلوة كالذي يدرس جهر أو الناس يصلون ولو واحد أو ولي وكل فعل منهي عنه فلا أجر فيه بل فيه الاثم فمن أراد بعلو القراءة في مسجد لا
تزال الصلوة فيه فيجب عليه اسرار تلاوته واللہ اعلم انتهى كلام السید محمد بن اسمعيل الامیر بلفظ فاذا علمت هذا فاعلم ان ما قيد به السید يحون الناس يصلون ليس بقيد في الحقيقة ويدلك على ذلك
الحدیث المتقدم فی ابوداؤد عن ابی سعید وفيه اعتكف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعهم یتجرون بالقرآنة الخ فان فيه ايذاء الناس بالقرآنة وحم في الصلوة أو في غيرها منهي عنه قال النووي في
شرح مسلم في كتاب فضائل القرآن قوله سمع النبي صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً يقرأ بالليل فقال يرحمه اللہ لقد اذكرني كذا وكذا آية في هذه الالفاظ فواند منها جواز رفع الصوت بالليل
ولا كراهة فيه إذا لم يؤذ أحدًا ولا تعرض للرياء والاعجاب ونحو ذلك انتهى وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباری في باب رفع الصوت بالتكبير بعد ذكر حدیث ابی موسیٰ كنا إذا اشرفنا على وادخلنا
وارتفعت أصواتنا الخ قال الحافظ قال الطبري فيه كراهية رفع الصوت بالدعاء والذكر وبقوله قال عامة السلف من الصحابة والتابعين انتهى فقد بان الحق وانفتح بما اورده من الأحاديث وكلام
شراحه بان رفع الصوت بالقرآنة إذا كان منابتأذی به من فی المسجد سواء كانوا يصلون أو غیر مصلين منهي عنه وقد ايدنا ذلك بنام نقلناه عنه صلی اللہ علیہ وسلم وبما اتفق عليه السلف من الصحابة
والتابعين كما مر عن الطبري والنووي ونقله الحافظ عن الطبري مرتضيا له واللہ اعلم وعلمه اتم واحكم وهو حسنا ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة إلا باللہ العلي العظيم وصلى اللہ على سيدنا محمد وآله
وصحبه وسلم -

(نور العين فتاویٰ شیخ حسین ص ۹۷)

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد 02

محدث فتویٰ